سلسلۂ اشاعت ۲۶ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارا حاکم صرف ایک ۔ یعنی اللہ تعالیٰ

حاکم سے مُراد وہ حاکم ہے جس کی حکومت ازلی و ابدی ہو، جس کی اطاعت غیر محدود و غیر مشروط ہو، جو قانون ساز ہو، جس کا قانون کامل اور غیر متبدّل ہو، اطاعت کرانا جس کا حق ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا، جیسا کہ ارشاد گرامی ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ — میں نے جنّ و انس کو صرف اِس لئے پیدا کیا
إِلَّا لِيَعْبُدُونِ { ذاریات } — کہ وہ میری عبادت کریں۔

یہاں عبادت سے نماز، روزہ، ذکر یا وظیفہ مُراد لیا جائے تو بڑی مشکل پیش آئے گی اس لئے کہ پھر پُوری زندگی میں ان اعمال کے علاوہ دوسرے اعمال کا کرنا مقصدِ تخلیق کے منافی ہوگا، نہ کاروبار رہے گا، نہ کھانا پینا اور نہ شادی بیاہ۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ نسلِ انسانی ختم ہو جائے گی، نہ زندگی ہوگی نہ عبادت۔ مقصدِ تخلیق پُورا نہیں ہوگا۔

نماز، روزہ وغیرہ عبادت تو ضرور ہیں لیکن ہر حالت میں نہیں۔ مثلاً مغرب کی تین رکعت کے بجائے اگر کوئی شخص چار رکعت پڑھے تو وہ لغوی اعتبار سے تو عابد ہوگا لیکن شرعی اعتبار سے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی قرار پائے گا۔ اس کی نماز عبادت نہیں رہے گی بلکہ بغاوت شمار ہوگی، مقصدِ تخلیق فوت ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے نوافل پڑھتا ہے تو وہ عابد تو ضرور ہوگا لیکن شرعاً وہ اللہ تعالیٰ کا باغی کہلائے گا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھے تو اُس کا وہ روزہ عبادت نہیں ہوگا۔ اُس روزہ کو ثواب یا عبادت سمجھنے والا نہ صرف گناہگار ہوگا بلکہ کافر ہو جائے گا۔

اس قسم کی سینکڑوں مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ غور کیجئے آخر یہ عبادتیں بغاوت کیوں شمار ہو رہی ہیں، اگر آپ ذرا بھی غور کریں گے تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ کیونکہ یہ عبادتیں اللہ تعالیٰ کے احکام اور اُس کے مقررہ حدود کے اندر رہ کر نہیں کی جا رہیں اِس لئے عبادتیں نہیں رہیں۔ ان عبادتوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی ہوتی ہے اُس کی اطاعت سے انحراف ہوتا ہے لہٰذا اُنہیں شرعاً عبادت نہیں کہا جا سکتا۔

مندرجہ بالا وضاحت سے یہ نتیجہ نکلا کہ عبادت دراصل اطاعت کا نام ہے۔ مندرجہ ذیل آیات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ { یٰسٓ ۶۰ } شیطان کی عبادت نہ کرو۔

غور فرمائیے کیا کوئی شخص شیطان کو سجدہ کرتا ہے، اسکے نام پر قربانی کرتا ہے، اس کے نام کا وظیفہ پڑھتا ہے، اُس کے نام پر خیرات کرتا ہے، ہرگز نہیں، تو پھر آخر شیطان کی عبادت سے کیا مُراد ہے۔ ظاہر ہے کہ شیطان کی عبادت سے شیطان کی اطاعت مُراد ہے۔ شیطان کی اطاعت کرکے ہی لوگ کفر و شرک، فسق و فجور، عصیان و طغیان میں مبتلا ہوتے ہیں اور صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں، اسی لئے اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ { یٰسٓ ۶۱ } میری عبادت کرو یہی صراطِ مستقیم ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کی عبادت کے مقابلہ میں اپنی عبادت کا ذکر فرمایا کیونکہ شیطان کی عبادت شیطان کی اطاعت ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی عبادت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

مندرجہ بالا آیات و مباحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے لہٰذا اطاعت صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ جب تک اُس کی اجازت نہ ہو کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کی جا سکتی، اگر اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی اطاعت کی جائے تو یہ شرک فی الاطاعت یعنی شرک فی العبادت ہوگا اور اس شرک سے بڑا اور کونسا شرک ہوگا کہ جس شرک سے مقصدِ حیات ہی تہ و بالا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا { حج ۳۴ } تمہارا حاکم صرف ایک ہے لہٰذا صرف اسی کی اطاعت کرو۔

اسی اطاعت کا دوسرا نام اسلام ہے، اسلام کے معنیٰ ہیں "اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری" لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے وہ مسلم ہے، جو اطاعتِ الٰہی سے مُنہ موڑتا ہے وہ غیر مسلم ہے۔ اُس نے مقصدِ حیات کو پسِ پُشت ڈالدیا، وہ باغی ہے کہ اپنے خالق کے آگے سرِ تسلیم خم نہیں کرتا۔

اسلام ہی وہ ضابطۂ حیات ہے جس کے مُطابق ہر شخص کو اپنی زندگی گذارنی چاہیئے۔ اگر زندگی کے تمام کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت جلوہ گر ہو تو وہ تمام کاروبار عبادت ہوگا۔ نماز اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مُطابق ادا کی گئی تو نماز عبادت ہے۔ روزہ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مُطابق رکھا گیا تو روزہ عبادت ہے۔ تجارت اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کی گئی تو وہ تجارت عبادت ہے۔ اسی طرح زندگی کے تمام کام چلنا پھرنا، سونا جاگنا، اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، شادی

بیاہ، لین دین، طلاق و عتاق، جنگ جدال، بغض و عناد، محبت و مواسات وغیرہ اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے احکام کے مطابق کیے جاتے ہیں تو وہ سب عبادت ہیں، اس طرح تمام زندگی عبادت بن جائے گی اور مقصدِ تخلیق پورا ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ اِمْرَاَتِكَ (صحیح بخاری کتاب الایمان)

تم جو خرچ بھی اللہ کو خوش کرنے کیلئے کرو گے اُس پر تمہیں ضرور ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ اُس لقمہ پر بھی تمہیں ثواب دیا جائے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دو گے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے قانون پر عمل کرنے سے ہوتی ہے، اس قانون کا بنانے والا خود اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ اس کا ارشادِ گرامی ہے:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ (شوریٰ) اللہ نے تمہارے لئے دینی قوانین بنائے

قانون سازی میں کوئی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں، یہ قانون خالص اللہ تعالیٰ کا ہے، جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے:۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (زمر) خبردار ہو جاؤ، دین خالص اللہ کیلئے ہے

لہٰذا اس دین میں کسی کی شرکت نہیں، کسی دوسرے کو قانون ساز سمجھنا، اُس کے بنائے ہوئے ضابطوں کو دین میں شامل کرنا، اُس کے اجتہاد، قیاس اور فتوے کو دینی درجہ دینا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ ارشاد باری ہے:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (شوریٰ) کیا انہوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں جو ان کیلئے دینی قوانین بناتے رہتے ہیں حالانکہ اللہ نے اسکی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا (کہف) اللہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا

اللہ تعالیٰ بلا شرکتِ غیرے اکیلا حاکم ہے، اس کے احکام میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ ارشاد باری ہے:۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (یوسف) حکم کسی کا نہ مانا جائے سوائے اللہ کے، اللہ نے حکم دے دیا ہے کہ عبادت (یعنی اطاعت) کسی کی نہ کی جائے سوائے اُس کے۔

حلال و حرام کرنیکا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ {نحل ۱۱۶}

اپنی زبانوں سے یونہی نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے (کہ بغیر اس کے حکم کے تم خود حلال و حرام کا فیصلہ کر کے، اُسے اللہ کی طرف منسوب کر دو)

الغرض علماء کے فتووں سے نہ کوئی چیز حلال ہو سکتی ہے اور نہ کوئی چیز حرام ہو سکتی ہے حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ حلال کہے، حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ حرام کہے۔

قاضی کے فیصلہ سے بھی نہ کوئی چیز حلال ہو سکتی ہے اور نہ کوئی چیز حرام ہو سکتی ہے۔ قاضی کا فیصلہ، فیصلہ تو ہو سکتا ہے، قانون نہیں بن سکتا۔ اگر وہ فیصلہ صحیح ہے تو فبہا اگر صحیح نہیں تو مسترد کر دیا جائے گا۔ اگر وہ غلطی سے نافذ ہو بھی گیا تو اس کا نفاذ عارضی ہوگا وہ قاضی خود بھی اسی قسم کے دوسرے مقدمہ میں اپنے گذشتہ فیصلہ کے خلاف فیصلہ کر سکتا ہے۔ دوسرا قاضی بھی اس کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کر سکتا ہے۔ قاضی کے فیصلہ کو ابدی قانون کی حیثیت حاصل نہیں ہوگی۔ ابدی قانون صرف اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ قانون ہے، جو اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہے وہ مُسلم ہے، جو اس کے خلاف فیصلہ کرتا ہے وہ مُسلم نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ {مائدہ ۴۴}

جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، ایسے لوگ کافر ہیں۔

صرف اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین کی پیروی کرنی چاہیئے یہی اصلِ توحید ہے، دوسری چیزوں کی پیروی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ {اعراف ۳}

اُس قانون کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اور اسکے علاوہ کسی ولی کی پیروی نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کا قانون ہی ہر معاملہ میں آخری سند ہے، کسی دوسرے کے فتوے یا رائے کو آخری سند قرار دینا شرک ہے۔ اہلِ کتاب بھی اہلِ اسلام کے اس عقیدہ سے متفق تھے، اس اشتراکِ عقیدہ کی بنیاد پر ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اے اہلِ کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے (ہم بھی مانتے ہیں اور تم بھی مانتے ہو) وہ یہ کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور نہ آپس میں

ایک دوسرے کو اپنا رب بنائیں۔

اِس اشتراک فی العقیدہ کے باوجود وہ عملاً شرک میں مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اپنا ربّ نہ بنانے کے عقیدہ کے باوجود وہ اپنے علماء اور مشائخ کو اپنا رب بنائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ {توبہ}

انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنا رکھا ہے اور عیسیٰ ابن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک الٰہ کی عبادت کریں (یعنی ایک حاکم کی اطاعت کریں) حاکم کوئی نہیں سوائے اللہ کے (لیکن وہ اس توحید پر قائم نہیں رہے، انہوں نے علماء اور مشائخ کو حاکم بنا کر شرک کیا) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ آخری سند صرف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، دوسرے کو اطاعت کا مستحق سمجھنا، اُس کی رائے اور فتوے کو آخری سند قرار دینا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ یہ شرک فی العبادت ہے، اسے شرک فی الاطاعت بھی کہہ سکتے ہیں اور شرک فی الحکم اور شرک فی التشریع بھی کہہ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی حاکم حقیقی ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت دائمی اور ابدی ہے، اللہ تعالےٰ کی اطاعت مستقل، غیر مشروط اور لامحدود ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت زمان و مکان کے ساتھ مقید نہیں، اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت سے دنیا و آخرت میں فلاح ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اصل اطاعت کا مستحق ہے لہٰذا کسی دوسرے کی اطاعت صرف اُس حالت میں ضروری ہے جب اُس کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ خود دیدے، اللہ تعالےٰ نے اپنے احکام کی بجا آوری کے لئے اپنے رسولوں کی اطاعت کو فرض قرار دیا لہٰذا رسولوں کی اطاعت بحکم الٰہی فرض ہے۔

جماعت المسلمین کی دعوت یہی ہے کہ ہم سب مل کر اللہ اکیلے کو حاکم مانیں، حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تسلیم کریں، صرف اللہ تعالیٰ کے منزل کردہ قانون پر چلیں، اللہ تعالےٰ کا قانون صرف قرآن و حدیث میں محفوظ ہے، قرآن و حدیث ہی منزل من اللہ ہیں، ان ہی دو چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کیا تھا، ان ہی دو چیزوں کو ہم واجب التعمیل سمجھیں، فرقہ وارانہ مذاہب کو بالائے طاق رکھدیں، فرقہ بندی کو ختم کردیں۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اُس ایک کو حاکم مان کر ایک ہوجائیں۔